

مولانا حامد الحق حقانی*

آہ! میرے استادِ ورفیق

پیکرِ اخلاص وللہیت مجسمہ مہر و فاعاجزی و انکساری کی تصویر خلیق و ملنسار، کشادہ پیشانی، چہرے پر سدا بہار مسکراہٹ سجائے مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک، درویش صفت سادگی اور بے نفسی کے عکس جمیل، تصنع اور تکلف سے کوسوں دور دنیاوی علائق سے بیزار، اپنی علمی و ادبی دنیا میں گم، کتاب و قلم کا دلدادہ اپنی ظرافت طبع اور بذلہ سخی و نکتہ افریبی کیوجہ سے اساتذہ اور حلقہ تلامذہ میں یکساں مقبول ظاہری وضع قطع کے اعتبار سے ان پر کوئی یہ گمان نہیں کرتا کہ یہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے سینئر استاد اور نامور ادیب اور چار زبانوں کے مستند شاعر ہیں۔ یہ ہیں ہمارے محبوب استاد اور دوست مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب مدظلہ جنہوں نے اپنی زندگی ترویجِ علوم و فنون اور خدمتِ دین میں کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ اپ ضلع صوابی کے مشہور علمی و روحانی قصبہ موضع زرubi کے عظیم الشان علمی خانوادے (جس شجرہ طوبیٰ کی شاخیں برصغیر و افغانستان سے لیکر ایران و روسی ترکستان سے ہوتے ہوئے مشرق بعید تک پھیلی ہوئی ہیں) ۱۹۵۵ء میں امام المصطفیٰ بن رئیس المفسرین امیر المحدثین فقیہ العصر عارف باللہ جامع المعقول و المقول صدر المدرسین علامہ عبدالحلیم صاحب قدس سرہ العزیز کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائے تعلیم و تربیت ہی سے مولانا پر اللہ کا خصوصی کرم تھا کہ پہلے پارہ کے دو تین ورق سیکھنے کے بعد دیگر پارے بغیر استاد کے پڑھے۔ مڈل تک عصری تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد آپ نے اکوڑہ خٹک کے گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ پھر دسویں جماعت میں سہ ماہی امتحان دینے کے بعد بعض ناگزیر وجوہات کی وجہ سے اپنے علاقہ موضع ٹوپی (جو آج کل ضلع صوابی کی تحصیل ہے) کے سکول میں داخلہ لیا۔ اور اسی سکول سے میٹرک بورڈ کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں آپ نے باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کرتے ہوئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں داخلہ لیا۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ سکول کے ساتھ ساتھ اپنے والد مکرم اور اپنے ماموں علامہ عبد الوحید قاسمی فاضل دیوبند سے بعض دینی رسائل اور فارسی نظم کی کتابیں پڑھتے رہے مثلاً کریماء، پنج کتاب، گلستان سعدی وغیرہ۔ دارالعلوم حقانیہ میں کتابیں پڑھنے کے ساتھ آپ قرآن مجید کے حفظ کیلئے مکمل طور پر متوجہ ہوئے۔ اس دوران آپ نے جن اساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ان میں امام المصطفیٰ بن رئیس حضرت العلامة

صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک مفتی اعظم مولانا محمد فرید صاحب، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ، مولانا عبدالحکیم صاحب دیروی، حضرت مولانا محمد ہاروت صاحب سواتی، حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مولانا محمد علی سواتی فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور، مشہور جہادی کمانڈر حضرت مولانا جلال الدین حقانی مدظلہ، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا فضل مولیٰ اور مولانا قاری علی الرحمن صاحب فنون کی کتابوں کی تکمیل کے بعد آپ نے ۱۹۷۷ء میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا۔ جن نابغہ روزگار مشائخ سے آپ نے صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی کتابیں پڑھیں ان حضرات میں امام المحدثین نمونہ اسلاف استاد العلماء تلمیذ رشید شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق بانی و مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صدر المدرسین امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی فرید، شیخ التفسیر والحدیث الملیب البارع شہید مظلوم حضرت مولانا محمد حسن جان المدنی، حضرت مولانا محمد علی سواتی، قائد ملت امام انقلاب شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی شامل ہیں۔ اور یوں ان جہابذہ وقت سے استفادہ کے بعد آپ ۱۹۷۸ء میں درس نظامی سے فارغ ہوئے۔

دورہ تفسیر القرآن کیلئے ۱۹۷۶ء میں شاہ منصور ضلع صوابی تشریف لے گئے۔ اور شیخ التفسیر و الحدیث العارف باللہ حضرت مولانا عبدالہادی شاہ منصوری کے شہدہ آفاق دورہ تفسیر میں شرکت کی۔ فراغت کے بعد حضرت الاستاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق کی خصوصی نظر عنایت سے آپ کو اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں خدمت کا موقع دیا گیا چنانچہ اس وقت سے لیکر دم حیات کے آخری لمحات تک پوری دل جمعی یکسوئی اور جوش و ولولہ کے ساتھ تدریس میں مصروف عمل تھے۔ آج بحمد اللہ آپ کا شمار نامور ادیبوں اور اہل قلم میں ہوتا ہے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً برصغیر کے مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے مقالات و مضامین، اشعار اور نعتیہ کلام شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ اردو پشتو فارسی اور عربی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ مادر علمی جامعہ حقانیہ سے نکلنے والا موقر جریدہ الحق کے ساتھ آپ عرصہ دراز سے وابستہ رہے ہیں۔

قارئین الحق آپ کے مضامین و مقالات غزلیات تعزیتی مرثیوں اور ادبی شہپاروں سے مستفید ہوتے اور فیضیاب ہوتے تھے۔ اسی طرح ہم کئی ساتھی آپ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ساتھی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے شاعری کس سے سیکھی تھی تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ شاعری کوئی شے نہیں بلکہ یہ الہامی ہے اور پھر ازراہ تفنن فرمایا۔۔۔ الشعراء تلامیذ الرحمان۔ دوسرے طالب علم نے سوال کیا کہ مضمون نگاری اور مقالہ نویسی میں آپ کا استاد کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے شروع ہی سے جب سے لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا مطالعہ اور کتب بینی کا شوق تھا۔

زیر ادا رت بر صغیر کے مشہور مجلہ ماہنامہ الحق اس نے شوق کیلئے مہمیز کا کام کیا۔ اس کا میں بے چینی سے انتظار کرتا تھا۔ پھر حضرت الاستاد کی محفل میں شرکت کرتا تھا ان کے ماہنامہ الحق کے دفتر میں بیٹھتا۔ آپ انتہائی شفقت کا مظاہرہ فرماتے۔ ہمیں مطالعہ کتب اور مقالہ نویسی اور مضمون نگاری کی ترغیب دیتے اور اکثر اہم کتابوں کے نام بتاتے اور مصنفین کا تعارف کراتے۔ اسی طرح آپ کی ترغیب تشجیع اور تشویق کی بدولت بندہ ناچیز اس قابل ہوا کہ کچھ سفید اوراق سیاہ کر سکے آپ کی کئی تصنیفات معرض وجود میں آئی ہیں ان میں شہرت دوام علم نحو کی مشہور کتاب کافیہ ابن حاجب کی پشتو شرح دروس الکافیہ کو حاصل ہے۔ آج تک اس کی درجنوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ علم اصول فقہ کے مشہور کتاب منتخب حسامی کی پشتو شرح بنام التوضیح السامی بھی آپ کی علمی محنت کا ثمرہ ہے۔ اس کے بھی دو ایڈیشن نکل چکے ہیں اور تیسرا ایڈیشن اشاعت کے مرحلے میں ہے۔ اسی طرح اپنے عظیم والد تکلم العصر حضرت العلامة عبدالحلیمؒ کے امالیٰ مسلم شریف و بیضاوی و تلوحؒ پر بھی تحقیق و تعلیق کا کام جاری تھا۔ اپنے والد مرحوم کے حالات زندگی پر بھی ایک وسیع علمی کتاب آپ نے لکھی جو کہ حیات صدر المدرسین کے نام سے مشہور ہے۔ اپنے تفسیر القرآن کے شیخ شیخ النفییر والحدیث حضرت مولانا عبدالبہادیؒ کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب حیات شیخ القرآن بھی آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ آپ کے والد محترم نے حضرت مدنیؒ کے امالیٰ ترمذی جمع کئے تھے۔ اس پر بھی آپ کام کر رہے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ چار زبانوں کے بہترین اور قادر الکلام شاعر ہیں تو اس حوالے سے آپ کے کئی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔

آپ کا انداز تدریس انتہائی دلنشین جامع اور فصاحت و بلاغت سے بھرپور ہوتا تھا۔ مقام و موقع کی مناسبت سے لطائف بھی سناتے اور اشعار سے بھی طلبہ کی تہذیب اذہان کراتے تھے۔ کبھی کبھی تاریخی واقعات ترغیب اور تشویق کی خاطر سناتے، جس کی وجہ سے طلباء آپ کے درس میں اکتاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ ۱۹۹۴ء میں اللہ نے آپ کو بظاہر اسباب کی عدم دستیابی کے باوجود محض اپنے فضل و احسان اور حضرت والد صاحب مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی مساعی سے سعادت حج سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مولانا سمیع الحق کے بڑے فرزند ہونے کے ناطے مجھ سے ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آتے رہے، میری اور برادر ام صغر مولانا راشد الحق سمیع کی تعلیم و تربیت میں بھرپور حصہ لیا۔ ہمیں ہمیشہ ادبی اور علمی کتابوں کے مطالعے کی ترغیب فرماتے تھے۔ والد صاحب مدظلہ کا ان پر بھرپور اعتقاد تھا، وہ بھی والد صاحب سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بستر مرگ پر آخری وصیت کرتے وقت نماز جنازہ پڑھانے کیلئے والد محترم مولانا سمیع الحق کا انتخاب کیا مگر اللہ کو کچھ اور منظور تھا، وہ سفر عمرہ پر تھے، مگر مولانا انوار الحق صاحب نے والد صاحب کی نیابت کرتے ہوئے نماز جنازہ پڑھائی اور والد صاحب کی نعش کو کفن فرمایا۔